ایک تفسیری اشکال اور اس کا حل

جناب پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

ابوظہبی سے ایک صاحب نے خط لکھا ہے۔ ان کو سورہ النجم کی آیات (۵ تا ۲۷) کی تفسیر میں اشکال محسوس ہوتا ہے۔ وہ اس کا حل چاہتے ہیں۔

مفسرین نے ان آیات کی تین طریقوں سے تفسیر بیان کی ہے۔

۱۔ بعض مفسرین نے ان آیات کو واقعہ معراج سے متعلق قرار دیا ہے۔ اور ملاقات کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات قرار دیا ہے۔ مگر اس تفسیر کے ماننے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ سورہ النجم نبوت کے پانچویں سال میں نازل ہوئی ہے۔ اور معراج شریف کا واقعہ نبوّت کے بارھویں سال میں پیش آیا ہے۔ اس لیے معراج کا ذکر سات سال پہلے نازل ہونے والی سورۃ میں کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لیے یہ تفسیر صحیح نہیں ہے۔

۲۔ بعض دوسرے مفسرین نے اس ملاقات کو حضرت جبریل علیہ السّلام کی ملاقات قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا جس کا بیان مذکورہ بالا آیات میں ہے۔ مگر یہاں ایک آیت ہے۔ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی۔ حضرت جبریل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدہٗ کس طرح کہہ سکتے ہیں ؟ اس مشکل سے بچنے کے لیے بعض لوگوں نے اس آیت کو اللہ تعالیٰ کا قولِ تصور کیا ہے۔ مگر سیاقِ کلام میں اللہ کا لفظ کہیں نہیں آیا ہے۔ اس تفسیر میں یہ اُلجھن ہے۔

۳ــــ ان آیات کی ایک تیسری تفسیر بھی ہے۔ میں ان دنوں " دین ودانش " تصنیف مولانا محمود علی پروفیسر کیوررتھلہ کالج (۱۹۱۰ء) دیکھ رہا تھا۔ وہاں ص ۱۱۵ پر حاشیہ میں ان آیات کی جو تفسیر لکھی ہے وہ یہ ہے:

" آیت کا ترجمہ ضحاک کی روایت کے مطابق کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر خازن) اور جو وحی والہام کے راز اس آیت میں بیان کیے گئے ہیں، اگرچہ سمجھنے والوں نے مختلف طرزوں پر سمجھا ہے، مگر جیسا کہ تفسیر عرائس البیان اور تفسیر ابن عربی سے مستفاد ہوتا ہے ـــــ اس مقام پر نبیؐ کے دونوں مراتب کا مذکور ہے۔ یعنی ایک درجہ وہ ہے جب کہ نبی فرشتہ کی وساطت سے نورِ معرفت اخذ کرتا ہے۔ اور یہ حالت اکثر رہتی ہے ـــــــــــ اور دوسرا درجہ وہ ہے جبکہ وہ بعض منتخب اوقات میں فرشتہ سے زیادہ لطیف اور پاکیزہ ہوجاتا ہے اور اس وقت جہاں تک وہ ترقی کرسکتا ہے، فرشتہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہوتا ہے مگر چونکہ ایسی اعلیٰ لطافت انسانی قالب میں رہ کر ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ اس لیے جب نبی اس حالت سے واپس آتا ہے تو پھر لطائف کے اس درجہ سے اُتر کر جو فرشتہ کا انتہائی مقام ہے، فرشتہ کی وساطت سے وحی کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے۔

چنانچہ اس آیت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ رسول نے فرشتہ کی وساطت سے علوم ربانی حاصل کیے۔ جس کے بعد اعلیٰ کنارہ پر پہنچ کر فرشتہ کی وساطت ختم ہوگئی اور وہ وہیں ٹھہر گیا۔ رسول خدا سے قریب ہوتا گیا۔ اس کی طرف جھکتا گیا۔ حتیٰ کہ جس طرح دو کمانوں کو ملانے سے دائرہ بن جاتا ہے۔ اور دائرہ میں قوسی خطوط کی ابتدا اور انتہا میں بظاہر تمیز نہیں رہتی۔ اس طرح رسول کو بھی اس وقت خدا سے وہ کامل وصال تھا، بلکہ اس تشبیہ سے بھی زیادہ۔ اور اس وقت وہ راز منکشف ہوئے جو

ہوئے اور دل نے جو لطف اُٹھانا تھا وہ اُٹھایا۔ مگر پھر اس حالت کے بعد مقام سدرۃ المنتہیٰ یعنی فرشتہ کے انتہائی درجۂ ترقی پر، اس کو دوبارہ موجود پایا۔"

یہ تفسیر سب سے اچھی نظر آتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ حکمتِ مودودیؒ صفحہ ۱۲)

۳؎ بائیبل کی واقعہ بیانی پر بھی ایک نظر:۔

تب (یعنی عذاب آنے کا احساس ہونے پر) نینوہ کے باشندوں نے خدا پر ایمان لاکر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ اور یہ خبر نینوہ کے بادشاہ کو پہنچی، اور وہ اپنے تخت پر سے اُٹھا اور بادشاہی لباس کو اُتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا۔ اور بادشاہ اور اس کے ارکانِ دولت کے فرمان سے نینوہ میں یہ اعلان کیا گیا اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان گلّہ (غلّہ) یا رمہ (سامانِ نوش) کچھ نہ چکھے اور نہ کھائے پئے، لیکن انسان اور حیوان ٹاٹ سے ملبّس ہوں اور خدا کے حضور گریہ و زاری کریں، بلکہ ہر شخص اپنی بُری روش اور اپنے ہاتھ کے ظلم سے باز آئے۔ شاید خدا رحم کرے اور اپنا ارادہ بدلے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔ تو وہ (یعنی خدا) اس عذاب سے جو اُس نے ان پر نازل کرنے کو کہا تھا، باز آیا، اور اسے نازل نہ کیا۔ (یوناہ - ص ۸۶۶ تا ۸۶۸ - اُردو ایڈیشن - ۱۹۴۹ء)